قرآن پاک پڑھنے میں مد اور غنے نہ کرنے سے گناہ ہوگا؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Nor -13353 تاریخ: 27-04-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی حافظ صاحب تراویح میں اس انداز سے قرآن پڑھے کہ ہر حرف کی پہچان بھی ہوتی ہو اور اُن کا پڑھنا سمجھ میں بھی آتا ہو، مگر وہ حافظ صاحب مدات اور غنے وغیرہ کی بالکل بھی رعایت نہ کرتے ہوں، تو اس انداز سے قرآن پڑھنے میں شریعت ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قرآن پاک کو تجوید کے ضروری قواعد کی رعایت کرتے ہوئے درست تلفظ سے پڑھنا ضروری ہے، بالخصوص مدِ متصل اور مدِ لازم کی رعایت کرنا تو بالاجماع واجب ہے، جان بوجھ کر اس میں کوتاہی کا ارتکاب کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ یونہی دورانِ قراءت تشدید و تخفیف کا خیال بھی رکھا جائے کہ تشدید ترک کرنے کی صورت میں ایک حرف کو چھوڑنا لازم آئے گا جس سے قرآنی حروف میں تبدیلی واقع ہو گی، جبکہ قرآن پاک کے کسی ایک حرف میں بھی قصداً تبدیلی کرنا سخت ناجائز و حرام اور گناہ کا کام ہے، لیکن اس سے نماز فاسد نہیں ہو گی۔ دورانِ قراءت حروف کی صفاتِ شدّت و جہر، غنہ یعنی اظہار و اخفاء، تفخیم و ترقیق وغیرہ محسنات کا بھی حتی الامکان لحاظ رکھا جائے کہ اس کا ترک شرعاً مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔

لہذا پوچھی گئی صورت میں لازم مدات کی رعایت نہ کرنے کے سبب وہ حافظ صاحب گنہگار ہوں

گے، اس گناہ سے توبہ کرنا اور آئندہ اس گناہ سے باز رہنا اُن پر لازم ہے۔ اگر یہ حافظ صاحب شرعی تقاضوں کے مطابق نماز پڑھا سکتے ہیں تو ٹھیک، ورنہ انہیں تراویح نہ پڑھانے دی جائے۔

قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا﴾

ترجمہ کنزالایمان:"اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔"

(القرآن الکریم: پارہ 29، سورۃ المزمل، آیت 04)

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیرِ خزائن العرفان میں ہے:"رعایتِ وقوف اور ادائے مخارج کے ساتھ اور حروف کو مخارج کے ساتھ تابہ امکانِ صحیح ادا کرنا نماز میں فرض ہے۔"

(تفسیرِ خزائن العرفان، ص 1063، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوٰی رضویہ میں ہے:"بلاشبہ اتنی تجوید جس سے تصحیح حرف ہو اور غلط خوانی سے بچے، فرض عین ہے۔"

(فتاوٰی رضویہ، ج 06، ص 343، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

فتاوٰی امجدیہ میں ہے:"قرآن مجید مطلقاً صحیح پڑھنا فرض ہے، نماز میں ہو، یا بیرونِ نماز۔"

(فتاوٰی امجدیہ، ج 01، ص 86، مکتبہ رضویہ، کراچی)

مدِ متصل اور مدِ لازم کی رعایت کرنا ضروری ہے جس کا تارک گنہگار ہو گا۔ جیسا کہ فتاوٰی رضویہ میں ہے:"**واجب واجماعی مد متصل ہے** منفصل کا ترک جائز ولہذا اس کا نام ہی مد جائز رکھا گیا اور **جس حرف مدہ کے بعد سکون لازم ہو جیسے "ضالین"، "الٓمّٓ" وہاں بھی مد بالاجماع واجب** اور جس کے بعد سکون عارض ہو جیسے "العالمین" "الرحیم" "العباد" "یوقنون" بحالت وقف یا "قَالَ اَللّٰھُمَّ" بحالت ادغام وہاں مد و قصر دونوں جائز، **اس قدر ترتیل فرض و واجب ہے اور اس کا تارک گنہگار، مگر فرائضِ نماز سے نہیں ترک مفسد صلاۃ ہو۔**"

(فتاوٰی رضویہ، ج 06، ص 278، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

مدِ لازم کی مقدار میں قراء کا اختلاف ہے۔ جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ "المنح الفکریہ" میں نقل فرماتے ہیں:" واختلفوا فی قدر مد غیر الفواتح، فمنھم من مد قدر الفین کالفواتح و ھو اختیار الناظم، و الیہ اشار بقولہ: "و بالطول یمد" کذا ذکرہ ابن المصنف مجملاً، و ینبغی ان یکون کلامہ

محمولاً على ان المراد ب "قدر الفين" زيادة على المد الاصلي ليصح اطلاق الطول عليه، فان اقل الطول ثلاث الفات، و التوسط قدر الفين ليبقى قدر الف للقصر۔ ثم قال: (و منهم من مد قدر الف و اختاره الاهوازي والسخاوي)" ترجمہ: سورتوں کے شروع میں جو مد ہیں، ان کے علاوہ مد لازم کی مقدار میں قراء کا اختلاف ہے، بعض قراء کے نزدیک مدِ لازم کو دو الف کی مقدار کھینچا جائے گا، جیسا کہ سورتوں کے شروع کے مدات میں ہوتا ہے اور اسی بات کو ماتن کے بیٹے نے اختیار فرمایا ہے، اور اسی بات کی طرف اپنے اس قول "وبالطول یمد" سے اشارہ فرمایا ہے، مصنف کے بیٹے نے اسے اجمالی طور پر بیان فرمایا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ مصنف کا کلام اس بات پر محمول ہو کہ یہاں دو الف کی مقدار سے مراد مدِ اصلی پر دو الف کی زیادتی ہے تا کہ مطلقاً لمبائی کا اس پر اطلاق درست ہو، کیونکہ لمبائی کی کم سے کم مقدار تین الف ہے، اور متوسط مقدار دو الف ہے تا کہ قصر کی حالت میں ایک الف کی مقدار باقی رہے۔ پھر مصنف نے فرمایا کہ بعض قراء کے نزدیک مد لازم کی مقدار ایک الف ہے، اسی بات کو اھوازی اور سخاوی نے اختیار فرمایا ہے۔" (المنح الفکریہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ، ص 225، مطبوعہ دمشق)

اسی اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اتقان کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: "قد اجمع القراء على مد نوعي المتصل و ذي الساكن اللازم وان اختلفو في مقداره" یعنی تمام قراء مد کی دو اقسام مد متصل اور سکون والی مد لازم پر متفق ہیں، اگرچہ ان کی مقدار میں انہوں نے اختلاف کیا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج 06، ص 279، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فتاوی رضویہ میں ایک مقام پر مد متصل کی مقدار ایک الف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "اگر حالت ایسی ہے کہ تجوید کے امور ضروریہ واجبات شرعیہ ادا نہیں ہوتے **جن کا ترک موجب گناہ ہے، جیسے مد متصل بقدر ایک الف** وغیرہ: "فما فصلنا في فتاوى لنا في خصوص الترتيل" (جس کا ہم نے اپنے فتاوی میں ترتیل کے تحت تفصیلاً ذکر کیا ہے) جب بھی اُسے امام بنایا جائے گا، نماز اس کے پیچھے بشدت مکروہ ہوگی: "لاشتمالها على امر مؤثم و كونه فاسقا بتماديه على ترك

واجب متحتم" (کیونکہ وُہ ایسے امر پر مشتمل ہے جو گناہ ہے اور اس کا فاسق ہونا اس شک میں ڈالتا ہے کہیں وہ حتمی واجب کا ترک نہ کر بیٹھے) اور اگر ضروریات سب ادا ہو لیتے ہیں، صرف محسنات زائد و مثل اظہار اخفا و روم واشمام و تفخیم و ترقیق وغیرہا میں فرق پڑتا ہے تو حرج نہیں، ہاں قواعد دان کی امامت اولیٰ ہے۔"

(فتاوٰی رضویہ، ج06، ص490، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

مدات، تشدید و تخفیف کی غلطی سے مطلقاً نماز فاسد نہیں ہوتی۔ جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "**خطا فی الاعراب یعنی حرکت، سکون، تشدید، تخفیف، قصر، مد کی غلطی میں علمائے متاخرین** رحمہ اللہ علیہم اجمعین **کا فتوی تو یہ ہے کہ علی الاطلاق اس سے نماز نہیں جاتی۔"** **(فتاوٰی رضویہ، ج06، ص248، رضافاؤنڈیشن، لاھور)**

مزید ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: "**مد متصل کی رعایت شرعاً بھی واجب اور ترک حرام** مگر ان میں کسی کا ترک اصلاً مفسدِ نماز نہیں۔"

(فتاوٰی رضویہ، ج06، ص504، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

تشدید و تخفیف ترک کرنے کی صورت میں قرآنی حروف کو بدلنا لازم آئے گا اور یہ قرآنِ پاک کی تحریف ہے جو کہ ناجائز و حرام ہے۔ جیسا کہ فتاوٰی رضویہ میں ہے: "قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا نماز میں ہو خواہ بیرونِ نماز حرام قطعی و گناہِ عظیم، افتراء علی اللہ و تحریفِ کتابِ کریم ہے۔"

(فتاوٰی رضویہ، ج06، ص305، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

حضرت علامہ محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فتاوی امجدیہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: "مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص صحیح ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہے، پھر بھی صحیح ادا نہیں کرتا، تو وہ ضرور بالقصد قرآن مجید کو غلط پڑھتا ہے، اور قرآن مجید غلط پڑھنا قصداً اسے بدلنا ہے، مگر چونکہ اس کی نیت تحریفِ قرآن کی نہیں، بلکہ وہ سستی اور لاپرواہی سے ایسا کرتا ہے، اس لیے کافر تو نہ ہوگا، البتہ شدید گنہگار ضرور ہوگا۔" **(فتاوٰی امجدیہ، ج01، ص88، مکتبہ رضویہ، کراچی)**

غنہ یعنی اظہار واخفاء وغیرہا محسنات کالحاظ نہ رکھنا شرعاً مکروہ وناپسندیدہ ہے۔ جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے: ” الفاظ بہ تفخیم ادا ہوں ، حروف کو اُن کی صفات شدّت و جہر و امثالہا کے حقوق پورے دیئے جائیں، اظہار و اخفاو تفخیم و ترقیق و غیرہا محسنات کا لحاظ رکھا جائے ، یہ مسنون ہے اور اس کا ترک مکروہ و ناپسند اور اس کا اہتمام فرائض وواجبات میں تراویح اور تراویح میں نفل مطلق سے زیادہ۔“

(فتاوی رضویہ، ج06، ص276، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

18شوال المکرم1445ھ/27اپریل2024ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے